

سیاسی رہنما: طویل امیدوں اور اللہ کے وعدے سے خوشخبری پانے کے درمیان

تحریر: استاد محمود زیاد عبد القادر - القدس

(ترجمہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «بَشِّرُوا وَلَا تُنْفِرُوا» ”خوشخبری دو اور (لوگوں کو) متنفر نہ کرو۔“ بعض لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ جب آپ انہیں اللہ کے وعدے کی یاد دلاتے ہیں کہ خلافت بالکل قریب ہے، نصرت آنے والی ہے، امریکہ زوال کی راہ پر ہے، اور ہم عنقریب فلسطین آزاد کریں گے اور روم کو فتح کریں گے، اور اللہ کی شریعت کے مطابق پوری دنیا پر حکومت کریں گے، تو وہ شاید یہ سمجھیں کہ آپ خوابوں کی دنیا میں رہ رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ یہ باتیں اس لیے کر رہے ہیں کہ آپ خود بھی قائل نہیں کہ یہ سب جلد ہونے والا ہے، بلکہ اسے محض ایک استعارہ سمجھ رہے ہیں کہ شاید یہ سو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصے بعد ہو گا۔ کوئی دوسرا یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ صرف اپنی جماعت یا شیخ کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے آپ کو یہ کہنے کا کہا ہے، اس لیے آپ بغیر سوچے سمجھے اسے دہرا رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے وعدے سے پر امید رہنا اور خوشخبری پانا دراصل سب سے پہلے اس اللہ کا حکم ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے حالات کی اصلاح کس چیز میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾ ”سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے“ (سورۃ البقرہ: آیت 214)۔

اے محمد ﷺ! ان سے کہہ دیجیے کہ نصرت قریب ہے۔ اے اللہ کے بندے! ان سے کہو کہ نصرت قریب ہے۔ اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے کہو کہ مایوس نہ ہوں کیونکہ نصرت قریب ہے۔ امت سے کہو کہ اسے حاصل کرنے کے لیے اپنی رفتار تیز کرے، ان سے کہو کہ خلافت قریب ہے، امریکہ کا زوال قریب ہے۔ ان سے کہو کہ خلافت عنقریب وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک رات اور دن کا اجالا پہنچتا ہے، اور جلد ہی ہم اسلام کے عدل و انصاف کے ساتھ دنیا پر حکومت کریں گے۔ ان سے کہو کہ جو آج کمزور اور دبا ہوا ہے، وہ ان شاء اللہ کسی نہ کسی ملک کا امیر (حاکم) بنے گا، جیسا کہ صحابی رسول عقبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا (جنہوں نے مکہ میں بعثت کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور اسلامی ریاست کے قیام کے لیے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ تنگی و آزمائش کے دور میں کام کیا)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ”آج ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی شہر کا امیر (حاکم) نہ بن گیا ہو۔“ کمزوری، تشدد اور درختوں کے پتے کھانے کے بعد وہ امیر بن گئے؛ سبحان اللہ! جس نے بہتر انجام تقویٰ والوں کے لیے رکھا ہے۔ ان شاء اللہ ہم اس زمانے میں اپنے حالات کی تبدیلی کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ کس طرح خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والا وہ داعی جسے آج خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے ہراساں کیا جاتا ہے اور جیلوں میں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، وہ کیسے ہندوستان یا فرانس کا گورنر، یا برطانیہ کا قاضی، یا پوری دنیا کا خلیفہ بنے گا جو اللہ کی شریعت کے مطابق نظام زندگی چلائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے جب صحابہ کرام کو خیر کی خوشخبری دینے کا حکم دیا تو یہ وحی الہی کی اتباع اور اللہ کی منشا کے عین مطابق تھا، جس کے نتائج جلد یا بدیر ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔ نبی ﷺ صحابہ کو عمل پر ابھارتے تھے، اس لیے انہیں اللہ کے وعدے اور کشادگی کے قریب ہونے کی بشارت دیتے تھے، اور یہ کہ وہ نصرت واقعی قریب ہے چاہے ہم اسے محسوس نہ کریں یا اس کے قریب ہونے کا ادراک نہ رکھیں۔ یہ محض لمبی امیدیں وابستہ کرنا یا توکل کے نام پر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جانا نہیں ہے بلکہ یہ وہ ربانی نور ہے جو راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسی طرح، عربی زبان اور اصول فقہ کی رو سے وہ خبر جس کے ساتھ تعریف و ستائش جڑی ہو، وہ طلب (حکم) کا فائدہ دیتی ہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے فرمایا: «لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ، وَلَنِعْمَ الْأَمِيرُ أَمِيرُهَا، وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذَلِكَ الْجَيْشُ» (تم ضرور قسطنطنیہ فتح کرو گے، پس کیا ہی بہترین وہ امیر ہوگا اور کیا ہی بہترین وہ لشکر ہوگا)، تو صحابہ کرام نے اسے صحیح طور پر سمجھا اور اسی دن سے اسے فتح کرنے کے لیے قسطنطنیہ کی طرف نکل پڑے۔ چنانچہ صحابی رسول ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس شہر کی دیواروں کے سائے میں دفن ہوئے، اور استنبول میں مسجد ایوب سلطان ان کی بہادری کی گواہ ہے، یہاں تک کہ یہ بشارت تقریباً 800 سال بعد پوری ہوئی۔

پس خیر اور نصرت کی خوشخبری دینے سے ایک سیاسی رہنما کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی نصرت کے لیے کام کرنے والوں کے جوش و جذبے میں اضافہ کرے اور ان کی ہمتوں کو مہمیز دے، کیونکہ کفار اور ان کے حواری ہمیشہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ کارکنوں اور پوری امت کے دلوں میں مایوسی اور شکست خوردگی پیدا کریں تاکہ وہ تبدیلی کی جدوجہد سے دستبردار ہو جائیں۔ راستہ طویل اور کام کٹھن ہے، اور انسان یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ اس نے منزل تک پہنچنے کے لیے کتنا فاصلہ طے کر لیا ہے، خلافت کب قائم ہو گی، امریکہ کے زوال میں کتنا وقت باقی ہے، نصرت کب آنے گی، فلسطین کب آزاد ہو گا، اور کب فرعون غرق ہوگا اور کٹھ پتلی حکمران گریں گے؟ کیونکہ اس راستے کی پیمائش میٹروں یا مشینوں اور تجربہ گاہوں میں نہیں کی جا سکتی، اور نہ ہی آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ منزل 10 قدم کے فاصلے پر ہے جس میں سے ہم 7 قدم بڑھ چکے ہیں اور 3 باقی ہیں۔ اس لیے ایک ایسے خطاب کی ضرورت تھی جو ایک طرف کام کرنے والوں کو تحریک دے اور دوسری طرف اس حقیقت کو واضح کرے کہ آپ کا ہر کام لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور وہ تبدیلی کی راہ میں ایک قدم کی مانند ہوتا ہے۔ تبدیلی کی راہ میں کی جانے والی ہر سیاسی سرگرمی، خلافت کے قیام اور پوری دنیا پر اسلام کے غلبے کی کوشش، اپنا اثر رکھتی ہے چاہے لوگوں کی نظر میں وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو، لیکن اللہ کے ہاں اس کا بڑا مقام ہے۔ لہذا دعوت اور سیاست کے کسی کام کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ پہاڑ کنکریوں سے ہی بنتے ہیں، اور انقلاب لفظوں سے جنم لیتے ہیں، تختہ پلٹنے کی بنیاد رابطوں اور ملاقاتوں سے پڑتی ہے، نصرت احتجاجی مظاہروں اور تحریروں سے ملتی ہے، تحریکیں بیانات اور مارچ سے بنتی ہیں، اور بیداری و تبدیلی خطبوں، درس و تدریس، کلمات، حلقوں اور نشستوں سے آتی ہے۔

تاہم، ایک سیاسی رہنما کو اللہ کے وعدے کی خوشخبری دیتے وقت (کہ بہتر انجام تقویٰ والوں کا ہے) محتاط رہنا چاہیے کہ وہ اپنی باتوں میں غیر صحیح مفروضوں کا شکار نہ ہو جائے، جیسے کہ فتح کا کوئی حتمی وقت یا تاریخ مقرر کرنا، یا کسی خاص واقعے کے وقوع پذیر ہونے کا وقت بتانا، یا یہ دعویٰ کرنا کہ امریکہ کا زوال مثال کے طور پر اگلے 10 سالوں میں ہو جائے گا۔ اسے محض تجزیہ برائے تجزیہ یا نصرت کے شوق میں جذباتی تجزیوں سے بچنا چاہیے، اور اسے چاہیے کہ وہ علاماتِ قیامت کی احادیث کو اپنے دور کے حالات پر (بغیر تحقیق) چسپاں نہ کرے اور لوگوں کو ان تجزیوں میں الجھانے کے بجائے نبی ﷺ کی احادیث کو ویسا ہی سمجھے جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا تھا؛ یعنی ان بشارتوں کا مقصد ان میں موجود تقاضوں پر عمل کرنا ہے۔ خلافت بغیر عمل کے قائم نہیں ہو گی، فلسطین زمین دھنسنے سے آزاد نہیں ہو گا، روم کو فرشتے فتح نہیں کریں گے، اور نہ ہی امریکہ کسی تندوتیز ہوا سے گرے گا بلکہ یہ سب ہمارے ہاتھوں سے ہو گا۔ پس خوشخبری پائیں، اللہ پر توکل کریں اور اے کام کرنے والو! اپنی ہمتیں جواں رکھو۔ ابھی خندق مکمل نہیں ہوئی، قریش اور غطفان کے لشکر (احزاب) راستے میں ہیں، اور منافقین مدینہ کی تاک میں بیٹھے ہیں، اور کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے عہد شکنی کی اور پیٹھ میں چھرا گھونپا۔ ہمیں فارس، روم، یمن، شام، مدائن اور صنعاء کے محلوں کی طرف قدم بڑھانا ہے، اور ہم سے ظالموں اور جابروں کی ہلاکت اور اللہ کے حکم سے کسریٰ کے کنگن چھیننے کا وعدہ کیا گیا ہے۔